www.emarsiya.com

مرثیہ

مطلع

۴

مشغلہ مدحِ شہنشاہِ زمن ہے میرا

در حال صاحبزادگان حضرت زینبؑ

www.emarsiya.com

۷۸۶

(۱)

مشغلہ مدح شہنشاہِ زمن ہے میرا　　اسی نعمت سے تر و تازہ دہن ہے میرا
رہبر گلشن فردوس سخن ہے میرا　　جس پہ رضوان کو ہو غبطہ وہ چمن ہے میرا
مجھ پہ بھی فضلِ رسولِ عربی رہتا ہے
ہاتھ میں دامن فرزند نبی رہتا ہے

(۲)

مجھ پہ ہے بارش الطاف و کرم حد سے فزوں　　ملتے ہیں بحر عطا سے مجھے دُر مکنون
خود عطا کرتے ہیں مولا مجھے تازے مضمون　　ڈھل کے آتے ہیں مرے ذہن میں مصرعے موزوں
اپنی قسمت پہ نہ کیوں فخر و مباہات کروں
جی میں ہے صرف اسی شغل میں دن رات کروں

(۳)

میرے سرکار کا جاری جو ہے دریائے کرم　　اونچا ہے مملکتِ مدح میں اپنا پرچم
دُر مضمون وہ عطا ہوتے ہیں خالق کی قسم　　سلطنت جس سے ہے دارا و سکندر کی بھی کم
اب مجھے دولت دنیا نہ ہوس مال کی ہے
فکر مستقبل و ماضی ہے نہ اب حال کی ہے

www.emarsiya.com

(۴)

خوبیٔ بخت سے کیا وقت تھا خالق کی قسم
جب مجھے سینے سے چمٹائے تھے سلطان امم
سر اقدس مرے سینہ پہ جو تھا دوئے تھے غم
مسکراہٹ نے عطا کی سند باغ ارم
خواب سے چونکا تو میں کیا کہوں کیا کیا پایا
مختصر یہ کہ غنی ہو گیا اتنا پایا

(۵)

شب کو بستر پہ جو سویا تو مقدر جاگا
آنکھ کھلتے ہی ملا مرتبہ مداحی کا
پہنچا منبر پہ تو فردوس کا جادا پایا
سر پہ تھا فوج حسینی کے علم کا سایا
اب تو تا زیست کرم حق کا مرے ساتھ میں ہے
بعد مرنے کے یہ پروانہ مرے ہاتھ میں ہے

(۶)

اپنی قسمت پہ وہ ناچیز نہ کیوں اترائے
جس پہ سردار جناں خاص توجہ فرمائے
سیدھی جنت کو جو پہنچی ہے وہ خود راہ بنائے
مہر سے ذرہ ناچیز کو خورشید بنائے
جو ہو محبوب وہ انداز تکلم بخشے
جام کیسے مے مدحت سے بھرے خم بخشے

(۷)

یہ تو ظاہر ہے، نہ شاعر ہوں نہ ہوں کوئی ادیب
میرے اشعار میں ہو سکتے ہیں الفاظ غریب
کیا کہوں پھر بھی جو بن جائے سر اکوئی ادیب
لکھنؤ کو یہ شرف دے چکا خالق کا حبیب
وہ اگر چاہے تو کتنے یہیں سحبان نکلیں
جب زبان کھولیں دہن سے در غلطاں نکلیں

www.emarsiya.com

(۸)

فضل سے اُس کے یہیں چمکے دبیر اور انیس　　پہچانتے رہے مونس بھی یہیں اور نفیس
حق یہ ہے انس کا انداز زباں تھا بھی سلیس　　لطف سے اُس کے بڑھی شان عروج اور رئیس
آج ہر ایک ہے مداح وحید ایسے تھے
سکہ ہر دل پہ جمایا تھا رشید ایسے تھے

(۹)

معرفت عارف ذیجاہ کی کس کو نہیں آج　　کس قدر زیب سر پاک پہ تھا مدح کا تاج
زعم مدحت میں سر عرش تھا فائق کا مزاج　　بعد ان سب کے زمانہ میں تھا فائز کا راج
چند دن کے لئے میدان میں قسیم آئے تھے
نئے انداز سے منبر پہ قدیم آئے تھے

(۱۰)

باخبر جو ہیں انھیں یاد ہیں انداز خبیر　　لکھنؤ اب بھی مہذب کی بنا ہے جاگیر
ہیں شدید آج ثنا گویوں کی دنیا کے امیر　　سچ ہے اس دور میں ان کا نہیں ہے کوئی نظیر
فضل پیری میں جو منبر پہ چلے جاتے ہیں
پڑھتے ہیں یوں کہ جواں سب کو نظر آتے ہیں

(۱۱)

کہنا کیا تھا مجھے کیا کہنا چلا جاتا ہوں　　اپنی روداد عبث تا بہ زباں لاتا ہوں
گو کہ بیجا نہیں اس درجہ جو اتراتا ہوں　　مہر مولا سے جو کچھ چاہتا ہوں پاتا ہوں
سنئے اب تذکرۂ شاہ شہیداں سنیے
دیر سے آپ کے دل جس کے ہیں خواہاں سنیے

www.emarsiya.com

(۱۲)

مدح اُس کی ہے جو ہے جانِ رسولؐ الثقلین — باپ ہے جس کا علیؑ فاتح صفین و حنین
راحتِ روحِ حسنؑ، فاطمہؑ کا نورِ العین — نام خلّاقِ دو عالم نے رکھا جس کا حسینؑ
جو جہاں میں تھا رسالت کی امانت وہ حسینؑ
جس کی معراج سرِ منبرِ نبوت وہ حسینؑ

(۱۳)

جس کا ہر فعل تھا خالق کی مشیت وہ حسینؑ — جس کے قبضے میں ہے امت کی شفاعت وہ حسینؑ
سب رسولوں کی ملی جس کو وراثت وہ حسینؑ — جس کے چہرے پہ نظر کرنا عبادت وہ حسینؑ
جس کا ہر فعل بنا عین شریعت وہ حسینؑ
جس کی ہر سانس بھی قرآن کی آیت وہ حسینؑ

(۱۴)

پاسبانِ حرم و مرقدِ سلطانِ امم — بحرِ علمِ نبوی، کشتیٔ نوح، اہلِ کرم
قاسمِ نارِ وجہاں، رونقِ بزمِ عالم — دے کے خون جس نے کیا دینِ خدا مستحکم
برقرار ارض و سما ہیں یہ سب اس کا ہے
اک خدائی کے سوا جو ہے وہ سب اس کا ہے

(۱۵)

اب میں کچھ درد کے احوال بھی کرتا ہوں رقم — جس کے سر تاجِ شفاعت ہو صبیہ جاہ و حشم
امتِ جد ہی کرے اُس پہ عجب ظلم و ستم — ہو کے مجبور وطن چھوڑے معہ اہلِ حرم
قبرِ نانا کی چھٹے، ماں کا بھی مدفن چھوٹے
صدمے شبیرؑ سے کعبہ کا بھی مسکن چھوٹے

www.emarsiya.com

(۱۶)

وہ مصیبت کا سفر اور نبی کا جایا　　منزلوں پانی نہ ممکن نہ شجر کا سایا
وہ کڑی دھوپ، ہرن ہوتا ہے جس میں کالا　　راہ میں کوئی نہ دریا ہے نہ چشمہ کا پتا
ذکر گرمی کا کروں گر، تو زباں جل جائے
آگ کاغذ میں لگے سارا بیاں جل جائے

(۱۷)

تن جلے جاتے تھے پڑتا تھا جو اڑ اڑ کے غبار　　سانس لیتے تھے مسافر تو نکلتا تھا بخار
امن کی تھی کوئی صورت نہ کسی جا پہ قرار　　شعلے بھڑکے تھے زمیں پر تو فلک آتش بار
لو کے جھونکوں سے بدن سب کے جلے جاتے تھے
قافلے والے اس آفت میں چلے جاتے تھے

(۱۸)

ساتھ ہیں طفل بھی اور ایسے عزیز و انصار　　بھوک اور پیاس میں جو ساتھ نہ چھوڑیں زنہار
دوستدارانِ علیؑ، عاشقِ شاہِ ابرار　　وقت پڑ جائے تو جانیں کریں مولا پہ نثار
ساتھ اس طرح سے دیں گھر چھٹے مسکن چھوٹے
مر کے بھی ہاتھ سے حضرت کا نہ دامن چھوٹے

(۱۹)

وارِدِ دشتِ بلا جب ہوئے شاہِ دیں　　مثلِ بادل کے امنڈنے لگیں افواجِ لعیں
خیمے رہنے نہ دیئے شاہ کے دریا کے قریں　　ہٹ کے جلتی ہوئی ریتی پہ ہوئے آہ مکیں
پانی ہی بند ہوا راستے مسدود ہوئے
مستعد قتلِ نبی زادے پہ مردود ہوئے

www.emarsiya.com

(۲۰)

قتل جب ہو چکے سب ظلم سے شہ کے یاور — اذن لے کر گئے میدان میں مسلم کے پسر
لاشیں اون کی بھی اٹھا لائے شہ دیں جا کر — مہنتیں بیٹوں کی دیکھیں تو پکاری مادر

پھیر کے صدقے کو یوں بھی نہیں لانا اچھا
کب بھرے گھر میں جنازوں کا ہے آنا اچھا

(۲۱)

سن چکی ہوں کہ بہت خوب لڑے خوں میں نہائے — مار کے دشمنوں کو تیغوں کے جوہر دکھلائے
حق پہ مارے گئے ارماں دلی بھی بر آئے — شہ سلامت رہیں اللہ مصیبت سے بچائے

جو فدائی ہیں وہ جانوں کو فدا کرتے ہیں
میں تو روتی نہیں کیوں لوگ بکا کرتے ہیں

(۲۲)

شہ نے مسند پہ رکھا لاشوں کو با دیدۂ تر — آ کے نزدیک کہا ماں نے بلائیں لے کر
شیر کے بچوں، مبارک تھیں جنت کا سفر — بی بیوں آؤ ذرا دیکھو تو ان کے تیور

گو یہ ظاہر ہے کہ زخموں سے بدن چور ہوئے
بعد مرنے کے بھی ماتھوں سے نہ بل دور ہوئے

(۲۳)

درد اٹھا دل میں تو بیٹھیں کئے فرزند کو پیار — پاک چادر سے کیا چہروں سے مقتل کا غبار
ضبط ممکن نہیں نہ ہوا، رونے لگیں زار و قطار — رخ کی لے لے کے بلائیں کہا میں تم پہ نثار

دل ہے بیچین ذرا آنکھیں تو کھولو بیٹا
بی بیاں جمع ہیں کچھ منہ سے تو بولو بیٹا

www.emarsiya.com

(۲۴)

نے چلے میتیں جب آ کے شہنشاہ ہدا — شور رونے کا تھا، ماتم تھا قیامت کا بپا
آ کے زینبؑ نے یہ تب بیوہ مسلمؑ سے کہا — بی بی، کیا نیک کمائی تھی تمھاری بخدا
شہ پہ صدقے ہوئے بچے، بڑی توقیر ملی
فاطمہؑ خوش ہوئیں، فردوس کی جاگیر ملی

(۲۵)

حق پسر دے جو کسی کو تو بس ایسے ہی سعید — قول کے کیسے دھنی، جرأت و ہمت میں وحید
سن ابھی کیا تھے مگر حملے کئے کتنے شدید — گر جواں ہوتے اُلٹ دیتے یہی تختِ یزید
دیکھو اشکوں سے علمدار جوان روتے تھے
منہ پہ رومال دھرے شاہِ زماں روتے تھے

(۲۶)

گو یہی سن مرے بچوں کے ہیں پر ہیں بے ہوش — مجھ پہ اب تک نہ کھُلا، صُبح سے کیوں ہیں روپوش
گھر میں کیا کیا نہ دکھائے تھے مجھے اپنے جوش — وقت پڑنے پہ بہادر نہیں رہتے خاموش
میں سبک ہو چکی کنبہ میں انھیں دھیان نہیں
خاک میں مل چکے اب میرے کچھ ارمان نہیں

(۲۷)

کر کے رخ فضہ کی جانب یہ کیا اس سے بیاں — جا کے ان دونوں سے کہہ دے کہ نہ اب آئیں یہاں
اب نہ وہ بیٹے مرے اور نہ میں ان کی ماں — حق سلامت رکھے اکبرؑ کو، میں اس کے قرباں
خیر سے جائے وطن، عمر بڑھے شان بڑھے
اپنے ماں باپ کے سلے میں وہ پروان چڑھے

www.emarsiya.com

(۲۸)

ذکر یہ تھا کہ پسر آئے محل کے اندر — اُس طرف پہنچے جہاں بیٹھی ہوئی تھیں مادر
پیکر درد و غم و رنج جو وہ آئیں نظر — اشک جاری ہوئے اُن چاند سے رخساروں پر
سر جو زینبؑ نے نہ تا دیر اٹھایا اپنا
بڑھ کے سر قدموں پہ دونوں نے جھکایا اپنا

(۲۹)

لے لیا دونوں کو آغوش میں، کرنے لگیں پیار — بولیں رو رو کے جو اِس غم سے گیا دل کا قرار
میں تو سمجھی تھی کہ تم ہو گئے ماموں پہ نثار — جنگ کی دشمنوں سے، خوب چلائی تلوار
حیف، پر رات کی باتوں پہ عمل خوب کیا
ماں کو ہم چشموں میں تم دونوں نے محجوب کیا

(۳۰)

تم سے پہلے گئے فردوس میں مسلم کے پسر — سر خرو کیسی ہوئی کنبہ میں اُن کی مادر
چھوٹے سے سن میں دکھائے بڑے دونوں نے ہنر — بھوک اور پیاس کا گویا کہ نہ تھا کوئی اثر
یوں وفادار وفاداریاں دکھلاتے ہیں
بے دھڑک موت کی گودی میں چلے جاتے ہیں

(۳۱)

مردہ ہے جو کہے منہ سے وہی کر کے دکھائے — بات گر آ پڑے تو جان کی بازی بھی لگائے
جب قدم بڑھ گیا آگے تو نہ پھر پیچھے ہٹائے — سامنا موت کا ہو، موت سے بھی آنکھ لڑائے
جان کو جان سمجھتے نہیں مرنے والے
جو سپاہی ہیں نہیں موت سے ڈرنے والے

www.emarsiya.com

(۳۲)

رات کو تم نے جو منصب کا بیان مجھ سے کیا　　دل پریشان تھا، سمجھی نہ تمہارا منشا
ایسے حالات میں منصب کی طلب کیا کہنا　　کیا کوئی جنگ ہے یہ جس میں کہ عہدے ہوں عطا
بے خطا بھائی کو گھیرا ہے ستمگاروں نے
جان کی بازی لگا دی ہے وفاداروں نے

(۳۳)

طعن آمیز جو کی ماں نے مسلسل تقریر　　سر جھکائے ہوئے سنتے رہے تا دیر صغیر
عونؑ نے عرض کی بیشک ہوئی ہم سے تقصیر　　خون کے بدلے رگوں میں ہے بھرا آپ کا شیر
آپ ہر حال میں ہم سب کی ہیں حاکم اماں
آپ ناخوش نہ ہوں، ہم دونوں ہیں نادم اماں

(۳۴)

اب نہ خواہش ہے علم کی، نہ ہے منصب کا خیال　　آج سے ذکر بھی اس کا جو کریں کب ہے مجال
چھوٹے ماموں ہیں یہ افضال خدا با اقبال　　کب قمر سے کوئی دے سکتا ہے انجم کی مثال
اپنی حد سے جو بڑھیں آگے، خطاکار بنیں
اُن کے ہوتے ہوئے عہدے کے طلبگار بنیں

(۳۵)

صبح سے ماموں سے رخصت کے طلبگار ہیں ہم　　تیغ باندھے ہوئے مرجانے پہ تیار ہیں ہم
جب رضا ہی نہ ملے رن کی تو ناچار ہیں ہم　　اذن ملنے پہ نہ جائیں تو خطاوار ہیں ہم
آپ ہی چل کے ہمیں ماموں سے رخصت دلوائیں
سرفرازی کریں، پروانۂ جنّت دلوائیں

www.emarsiya.com

(۳۶)

لائے تشریف محل میں جو شہنشاہ ہدا — بولیں، بس آؤ دلا دوں تمھیں مرنے کی رضا
سامنے آئیں تو فرمایا کہ ہمشیر فدا — بھائی کیا بات ہے رخصت نہ ہوئی ان کو عطا
خدمت خاص پہ آپ ان کو بھی ممتاز کریں
مثل مسلم کے دلیروں کے، سرافراز کریں

(۳۷)

میں تو ناخوش تھی کہ یہ کیوں نہ گئے بہر قتال — خون داد اکارگوں میں ہے تو نانا کا جلال
مجھ سے کہتے تھے، ہے کل ماموں سے اعدا سے جدال — جاں نثاری کا ہمیں خود بھی دکھانا ہے کمال
خوش ہیں یہ، میں بھی انھیں دے چکی رخصت بھیا
آپ بھی کر دیں عطا رن کی اجازت بھیا

(۳۸)

یہ تو معلوم ہے بھائی کو، بہن ہے نادار — کوئی شے اور نہیں پاس مرے بہر نثار
بس یہ دو لال ہیں اور ایک مری جاں زار — اب تو اس بات میں بھیا نہ کریں آپ انکار
ان پہ بھی آپ کا اب لطف و کرم ہو جائے
نام ان کا بھی شہیدوں میں رقم ہو جائے

(۳۹)

شہ کی بھی چشم مبارک سے ہوئے اشک رواں — اور فرمایا کہ بھجوا نہیں بھی سوئے جناں
چاہتا تھا کہ ابھی ہوتے یہ کچھ اور جواں — ہائے افسوس نہ پورے ہوئے دل کے ارماں
دل پہ دو داغ مرے اور دیے جاتی ہے
موت بچوں کو مرے گھر سے لیے جاتی ہے

www.emarsiya.com

(۴۰)

گرد پھرنے لگی بھائی کے بہن خوش ہو کر　　حکم بچوں کو دیا تم بھی رکھو قدموں پہ سر
انھیں قدموں کے تصدق میں ملے تم کو ظفر　　رد بلا ہو مرے بھائی کی، ہو پسپا لشکر
لو یہی عہدہ ہے جلدی اسے تحصیل کرو
دیر اچھی نہیں، اب جانے میں تعجیل کرو

(۴۱)

کر کے رخ ڈیوڑھی کی جانب جو چلے شاہ امم　　پیچھے ماموں کے چلے عونؑ و محمدؑ باہم
شہ کے بھی چہرۂ اقدس سے نمایاں تھا الم　　ماں نے گو ضبط کیا پھر بھی ہوئیں آنکھیں نم
اپنے ہمراہ لئے خیمہ سے باہر نکلے
غل ہوا زینبؑ دیجاہ کے دلبر نکلے

(۴۲)

کر کے تسلیم ہوئے دونوں دلاور تیار　　خود شہ دیں نے کیا ان کو سمندوں پہ سوار
جعفری غیظ کے ظاہر تھے رخوں سے آثار　　باگ پر ہاتھ گئے، تیوریاں بدلیں اک بار
ایسے انداز سے وہ پشت پہ اسوار ہوئے
سمجھے سب زیب فرس حیدر کرار ہوئے

(۴۳)

مطمئن ہو کے بڑھے زینبؑ دیجاہ کے لال　　آستین الٹے ہوئے، تیغ بکف، دوش پہ ڈھال
دیکھے ابروئے کشیدہ تو ہو شرمندہ ہلال　　پشت پر ان کے ظفر، سر پہ خدا کے افضال
غیظ میں بھرے ہوئے، ماں سے دعا پائے ہوئے
رن سے پلٹیں گے نہ اب، دل سے قسم کھائے ہوئے

www.emarsiya.com

(۴۴)

وہ سمندوں کی روا رو، وہ برابر کے قدم — وہ سواری کا تحمل، وہ سواروں کا حشم
وہ جمی پیڑیاں، ہاتھوں میں بجا میں محکم — رعب، العظمتہ للہ، نگاہیں برہم
تیوریاں کہتی ہیں پیارے شہ ذیجاہ کے ہیں
پوتے جعفر کے نواسے اسد اللہ کے ہیں

(۴۵)

مثل سیماب رواں ہیں فرس برق عنان — ابھی یاں ہیں، ابھی واں ہیں، ابھی پہنچے ہیں کہاں
ان کی رفتار سے حیرت میں ہیں سب اہل جہاں — مسکراتی ہیں انھیں دیکھ کے حوراں جناں
کشتیاں پانی پہ اک ساتھ چلی جاتی ہیں
پریاں اس چال پہ شادی سے کھلی جاتی ہیں

(۴۶)

رنگ بے مثل ہیں دونوں کے تو ہیں ایک سے دم — وہ حسین دیکھیں جو پریاں تو کہیں ہائے ستم
ساتھ ہی جانے کی کھائے ہوئے ہیں دونوں قسم — لطف تو دیکھیے پڑتے بھی تو ہیں ساتھ قدم
رو میں دونوں ہیں رواں بحر کے دھارے کی طرح
ابھی گرمائیں تو اڑ جائیں گے پارے کی طرح

(۴۷)

ڈھونڈھو گر سارے عرب میں نہ ملے ان کی مثال — وہ سبک چال، قدم چوم کے سبزہ ہو نہال
گر چلیں تیز، نہ پائے کسی شاعر کا خیال — سن سواروں کے جو کم ہیں تو ہے سمجھی ہوئی چال
یہ بھی کمسن ہیں پہ ہیں ایک سے دم دونوں کے
کوششیں ہیں کہ پڑیں ساتھ قدم دونوں کے

www.emarsiya.com

(۴۸)

اس تجمل سے رواں ہیں سوئے میدان وہ صغیر
دشت میں پھیلی ہے ہر سمت رخوں کی تنویر
عونؑ جعفرؑ کی، محمدؑ ہے علیؑ کی تصویر
سر پہ کھولے ہوئے ہے چتر زری مہر منیر
بوئے خوش زلف کی تا جن و ملک جاتی ہے
رخ روشن کی ضیا تا بہ فلک جاتی ہے

(۴۹)

ابھی پہنچے بھی نہیں ہیں سر میداں وہ مگر
ایسی ہیبت ہے کہ لشکر میں بپا ہے محشر
جتنے سردار ہیں گھبرا گئے یہ سن کے خبر
اب وہ آتے ہیں جو بنت علیؑ کے دلبر
گرد وہ اڑتی ہے وہ دونوں جری آتے ہیں
تیوروں سے یہ نمایاں ہے علیؑ آتے ہیں

(۵۰)

ذکر یہ تھا کہ غضبناک دلاور پہنچے
فلکِ عز و شرف کے مہ و اختر پہنچے
مثل شہباز کے گھوڑے بھی برابر پہنچے
کھلبلی فوج میں پھیلی کہ غضنفر پہنچے
دہشت اتنی ہے کہ اک ایک کا منہ تکتا ہے
منہ سے آواز نکل سکتی نہیں، سکتا ہے

(۵۱)

پہنچے جنگاہ میں انداز علیؑ سے وہ قمر
کھینچ کے گھوڑوں کی باگوں کو پکارے بڑھ کر
کون سے گوشے میں پوشیدہ ہے میر لشکر
جا کے کہہ دے کوئی اوسعد کے منحوس پسر
روبرو آ کہ تری تیغ کے جوہر دیکھیں
ترے مرنے کا تماشہ ترے افسر دیکھیں

www.emarsiya.com

(۵۲)

سامنے آکے یہ دی شمر نے اک بار صدا ہیں کماندار کہاں، باندھ کے آجائیں پرا
مار لیں نادکوں سے بچوں کو اب دیر ہے کیا طفلِ بے مایہ ہیں کیا جانیں یہ اندازِ وغا
نوجوانوں بڑھو، مہلت نہ ذرا دو ان کو
بڑھ کے نیزوں پہ سمندوں سے اٹھا لو ان کو

(۵۳)

سن کے یہ شیروں نے اک بار جو بدلے تیور غیظ ظاہر ہوا قبضوں پہ گئی ان کی نظر
دی صدا عون نے، مردود ذرا دیر ٹھہر بچپنا کیا مرا تو دیکھے گا او بانیٔ شر
ہم بھی دونوں ہیں جگر بند اُسی صفدر کے
جس نے گہوارہ میں دو ٹکڑے کئے اژدر کے

(۵۴)

کیا نہیں جانتا ہم شیرِ الٰہی کے ہیں شیر یہ وہ بیشہ ہے جہاں طفل بھی ہوتے ہیں دلیر
آکے جنگاہ میں لاشوں کے لگا دیں ابھی ڈھیر سامنے آئے جو مرحب تو کریں اس کو بھی زیر
شام کو فتح کریں کوفہ کو پامال کریں
خونِ کفار سے میدان وغا لال کریں

(۵۵)

یک بیک تیر چلے دشت میں خونخوار بڑھے تیغیں تولے بہ تکبر جو وہ بدکار بڑھے
نیمچے کھینچ کے زینبؑ کے بھی دلدار بڑھے برق کی طرح مچلتے ہوئے رہوار بڑھے
ڈھالیں کٹ کٹ کے گریں سارے سپاہیوں کی
رن میں گت بن گئی چلتی ہوئی تلواروں کی

www.emarsiya.com

(۵۶)

حملے ہونے لگے شیروں کے ہیں اور بسیار　　خون برسنے لگا مقتل کی زمین پر اکبار
اک طرف عونؑ نے تیزی سے لگائی تلوار　　دوسری سمت محمدؑ نے کیا دو کو چار
ایک ہی ہاتھ میں رسوار فرس کاٹتے تھے
بات کرتے ہیں وہ لاشوں سے گزھے پاٹتے تھے

(۵۷)

جس طرف ڈوب گئے بحر شجاعت کے نہنگ　　جو مزاحم ہوا کرتے گئے اس کو چور نگ
آزمودہ جو سپاہی تھے ہوئے دیکھ کے دنگ　　نظروں میں پھرنے لگی جعفرؑ طیار کی جنگ
جتنے سردار ہیں سب خوف سے افسردہ ہیں
موت ہے سامنے، جینے سے بھی آزردہ ہیں

(۵۸)

نیمچے چلتے ہیں یا فوج پہ نازل ہے بلا　　نوجوان چاروں طرف ڈھونڈتے ہیں ہن کی جا
چھپ گیا گر کہیں کوئی، تو پکڑ لائی قضا　　آہ بھی منہ سے نہ نکلی کہ ہوا صاف گلا
نہ یہ نشتر ہیں، سر دہی ہیں نہ یہ خنجر ہیں
راہ دوزخ کی دکھاتے ہیں عجب رہبر ہیں

(۵۹)

گر کے اٹھتے ہیں تو بن جاتے ہیں یہ شکل ہلال　　جسم میں ڈوب کے نکلے تو فضا ہو گئی لال
نہ زرہ روک سکی ان کو نہ کام آئی ڈھال　　دل ہی دل میں ہے اجل دیکھ کے یہ حال نہال
خوش ہے وہ، کام بنا اس کا کس آسانی سے
روحیں تو خود ہی نکل جاتی ہیں حیرانی سے

www.emarsiya.com

(۶۰)

جس طرف ڈوب گئے صف کی صفائی کر دی　　قفس جسم سے روحوں کی رہائی کر دی
دست اندازیوں سے قطع کلائی کر دی　　تا قیامت سر و گردن میں جدائی کر دی
نیم کشتوں کا نہ حال اہل جفا نے پوچھا
یونہیں تڑپا کئے لیکن نہ قضا نے پوچھا

(۶۱)

شمر کو دیکھ کے دی عونؑ نے اک بار صدا　　آ کے مر دود ذرا دیکھ یہ انداز و غا
ہم وہی طفل ہیں، بس تھی جنھیں تیروں کی ہوا　　کس نے لاشوں سے یہ میدان غاپاٹ دیا
کس کے ہم بچے ہیں یہ سب کو بتایا ہم نے
جو کہا منہ سے وہی کر کے دکھایا ہم نے

(۶۲)

دشت میں خون کے دھاروں کی روانی دیکھی　　اپنے لشکر کی تباہی کی نشانی دیکھی
چھوٹی سی تیغوں کی یہ شعلہ فشانی دیکھی　　تو نے ہم لوگوں کی طفلی میں جوانی دیکھی
معرکہ سر ہوا اور بات بہر حال بنی
جنگ اپنے لئے بازیچۂ اطفال بنی

(۶۳)

پیش ان شیروں پہ جب پا نہ سکے اہل خطا　　فوج کو دی یہ بن سعد نے گھبرا کے صدا
گھیر لو بچوں کو، برساؤ بس اب تیر جفا　　مل کے سب ٹوٹ پڑو ان پہ، نہ مہلت دو ذرا
کھینچ لو گھوڑوں سے تلواروں سے تن لال کرو
کاٹ لو دونوں کے سر، لاشوں کو پامال کرو

www.emarsiya.com

(۶۴)

حکم یہ سنتے ہی بڑھنے لگی اک فوج کثیر ننگی تلواریں لئے ساتھ بڑھا جم غفیر
ابر باراں کی طرح تن پہ برسنے لگے تیر گھر گئے ظالموں کے بیچ میں وہ ماہِ منیر
جنگ بھی کر چکے ہیں زخموں سے معذور بھی ہیں
پیاس سے تین شب و روز کی مجبور بھی ہیں

(۶۵)

تیر پڑنے لگے زخموں سے چلی خون کی دھار گھیر کر پشت سے ہونے لگے تلواروں کے وار
وہ کہاں پھول سے تن تیروں کی جن پر بوچھار ڈگمگانے لگے گھوڑوں پہ علیؑ کے دلدار
جلتی ریتی پہ جو وہ عرش کے تارے اترے
دل اسلام میں اس غم سے شرارے اترے

(۶۶)

نوبتیں فتح کی بجنے لگیں لشکر میں اُدھر سن کے غل ہو گئے بیتاب شہ جن و بشر
بولے عباسؑ سے، لو مر گئے زینبؑ کے پسر ہائے برباد ہوا جعفرِ طیار کا گھر
کیا بیان حال کروں کتنا ہوا غم مجھ کو
الفت ان بچوں کی اکبرؑ سے نہ تھی کم مجھ کو

(۶۷)

پھر یہ فرمایا کہ اب میتیں لائیں چل کر لاشیں پامال نہ کر دیں کہیں یہ بانیٔ شر
دکھ زدہ ماں بھی انھیں دیکھ لے پھر ایک نظر کس قدر جلد کیا دونوں نے دنیا سے سفر
زندہ گر رہتے تو دادا کے برابر ہوتے
گر جواں ہوتے تو یہ ثانیٔ حیدر ہوتے

www.emarsiya.com

(۶۸)

کہہ کے یہ جانب مقتل شہ ابرار چلے — غم میں بچوں کے بہ صد درد و دل افگار چلے
ساتھ ہی حضرت عباسؑ علمدار چلے — باغ فردوس سے خود جعفر طیار چلے
پہنچے مقتل میں تو یہ درد کا ساماں دیکھا
خاک اور خون میں دو شیروں کو غلطاں دیکھا

(۶۹)

حال یہ دیکھا تو دل کو نہ رہی ضبط کی تاب — جلتی ریتی پہ وہیں بیٹھ گئے عرش جناب
بولے ہمشیر کو کیا دوں گا میں گھر جا کے جواب — خاک سے اٹ گئے وہ رخ جو تھے رشک مہتاب
دیکھ کے بچوں کو اس حال میں مر جائے گی
ہے یقیں جان سے زینبؑ بھی گذر جائے گی

(۷۰)

شہ سے عباسؑ نے کی عرض کہ اب حکم ہے کیا — خیمۂ پاک میں ہنگامۂ محشر ہے بپا
لے چلوں خیمہ میں تا دیکھ لے مادر دکھیا — سانس بھی آتی نہیں مر گئے یہ ماہ لقا
میں نے خود دیکھا ہے، یہ جنگ میں ممتاز رہے
سارے حملوں میں بزرگوں ہی کے انداز رہے

(۷۱)

باندھ کے شہ نے کمر جھک کے اٹھایا لاشا — چھوٹے کو حضرت عباسؑ نے ہاتھوں پہ لیا
لے چلے خیمہ کی جانب شہ دیں کرتے بکا — پہنچے نزدیک تو اکبرؑ نے یہ رو رو کے کہا
کس قدر جلد ہوئی ان سے جدائی ہے ہے
مر گئے ساتھ کے کھیلے ہوئے بھائی ہے ہے

www.emarsiya.com

(۷۲)

فرش پر شاہ نے لاشوں کو لٹایا لاکر　　بی بیاں جمع ہوئیں ہو گیا برپا محشر
پوچھا زینبؑ نے کہ کام آگئے کیا میرے پسر　　خون میں تر کس کو یہ لائے ہیں محل کے اندر
وہی روتا ہے سوا جس پہ بنی ہوتی ہے
کس کی لاش آئی ہے جو سینہ زنی ہوتی ہے

(۷۳)

ابھی کانوں میں مرے بھائی کی آئی تھی صدا　　علی اکبرؑ نے بھی کچھ کان میں چپکے سے کہا
پاس میرے کوئی اکبرؑ کو جو لے آئے ذرا　　پیاری شکل اُن کی جو دیکھوں تو ہوں کچھ ہوش بجا
فکر انجام میں روئی جو ہوں تنہائی میں
ہائے فرق آگیا ہے آنکھوں کی بینائی میں

(۷۴)

رو کے فرمایا یہ اکبرؑ نے کہ حاضر ہے غلام　　خاک پر بیٹھے ہیں ڈیوڑھی میں شہ عرش مقام
مر گئے عونؑ و محمدؑ، نہیں دل کو آرام　　میتیں ان کی ابھی لائے ہیں سلطان انام
فوجیں میدان میں بھگائی ہیں بڑے کام کئے
اتنے سے سن میں صغیروں نے بڑے کام کئے

(۷۵)

ہوش میں آئیں سُنی جب علی اکبرؑ کی صدا　　بڑھ کے آغوش میں سر لے لیا اور پیار کیا
کر کے رخ بیٹوں کی جانب یہ بصد درد کہا　　مر گئے تم تو مرے لال یہ ماں تم پہ فدا
جو کہا میں نے وہی کر کے دکھایا تم نے
عہد جو مجھ سے کیا خوب نباہا تم نے

www.emarsiya.com

(۷۶)

لیکے آغوش میں پھر کرنے لگیں دونوں کو پیار زلفیں سلجھائیں کبھی، صاف کیا رخ کا غبار
کبھی لے لے کے بلائیں کہا ماں تم پہ نثار اے مرے شیر دل و کم سخن و غیرت دار
تم سے ناخوش نہیں دل میں نہ پشیماں ہونا
دودھ بھی بخش دیا تم کو نہ حیراں ہونا

(۷۷)

چوم کے دونوں کے رخساروں کو رو کے کہا اے مرے صف شکنو تم پہ میں سو جاں سے فدا
شاہ دیں خوش ہوئے عباسؑ بھی ہیں مدح سرا معرکہ مار لیا تم نے وفاداری کا
جا کے اب قبر میں آرام سے سونا پیارو
ماں کی قسمت میں ہے منہ اشکوں سے دھونا پیارو

(۷۸)

جانا کوثر پہ تو نانا کو یہ دینا پیغام گھر لٹا جاتا ہے، جلد آئیے یا شاہ انام
فوج گھیرے ہوئے ہے بھائی کو جینا ہے حرام رفقا جتنے تھے سب قتل ہوئے تشنہ کام
ایک کے بعد عزیز ایک فدا ہوتا ہے
شام تک ہائے غضب دیکھئے کیا ہوتا ہے

(۷۹)

شور ماتم سے جو گھبرائے شہنشاہ انام لے گئے منتیں بچوں کی بہ تعجیل تمام
اے جدا بید اب یہی بہتر ہے نہ ہو طول کلام شور گریہ ہے کہ مجلس میں بپا ہے کہرام
آج بھی بزم میں کافی تری توصیف ہوئی
سامعین خوش ہوئے رقت ہوئی تعریف ہوئی